بحث ونظر مولانا مفتی مختار اللہ حقانی
(قسط ۳) مفتی ومدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

سادات اور بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینے کی شرعی حیثیت

مولانا عبدالغفور مدنیؒ، مولانا محمد معصومؒ کا فتویٰ: فقیہ الھند مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ دہلویؒ کے مؤقر فتاویٰ کفایت المفتی کے ایک سوال میں لکھا ہے کہ کئی افراد نے چند علمائے حنفیہ سے دریافت کیا کہ کیا سید کو زکوٰۃ دینی جائز ہے یا نہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ جائز ہے اور ان علماء کرام جیسے حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب دیوبندی، مولوی عبدالغفور صاحب مدنی، شاگرد رشید حضرت مفتی اعظم مولانا محمد کفایت اللہ دہلوی، مولوی محمد معصوم پیش امام مسجد سبیل والی، مولانا مولوی شفیع الدین صاحب مہاجر مکی اور دیگر علماء شامل ہیں (کفایت المفتی ۲۷۲/۴)

مولانا شاہ انور کشمیری کے شاگرد رشید شیخ الحدیث مولانا عبدالقدیر کا فتویٰ: شاہ انور شاہ کشمیری کے شاگرد رشید حضرت مولانا عبدالقدیرؒ نے بھی لکھا ہے کہ ہاشمی کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ جب آپؒ سے سوال کیا گیا کہ:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مولانا شیخ الحدیث عبدالقدیر صاحب دامت برکاتہم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(۱) کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل سے متعلق کہ اعوان خاندان سے تعلق رکھنے والے آدمی کے لئے جبکہ وہ غریب ہو اور عشر کا ہمارے ملک میں باضابطہ کما حقہ، نظام بھی نہیں زکوٰۃ دینا صحیح ہے یا نہیں؟

(۲) صحیح نہ ہونے کی صورت میں اگر لاعلمی کی وجہ سے کسی نے زکوٰۃ دے دی تو کیا ادا سمجھی جائے گی یا نہیں؟

بینوا و توجروا

حافظ نثار احمد الحسینی، حضرو ۔ حافظ قمر الزمان غورغشتی، ضلع اٹک

الجواب وباللہ التوفیق

زکوٰۃ، عشر، نذر، فدیہ یہ سب واجب صدقات ہیں ان کا مصرف قرآن کریم نے انما الصدقات للفقراء والمساکین الخ بیان فرمایا ہے یعنی مسکین فقیر لوگ اس کے مصرف ہیں یہ ان کو دیئے جائیں، مسکین فقیر کسی قوم کا ہو اس کو یہ صدقات واجبہ لینے کا حق ہے اور دینا بھی انہی کو چاہیے، غنی شخص جس کے پاس بقدر نصاب مال ہو نہ لینا اسکو جائز ہے نہ دینا، مسئولہ صورت میں عشر زکوٰۃ کا لینا ایسے شخص کو جائز ہے، اعوان قوم کا ہو یا پٹھان یا خان خیل ہو، جب

محتاج ہے اسکوزکوٰۃ لینی جائز ہے۔ واللہ اعلم بندہ عبدالقدیر عفی اللہ عنہ راولپنڈی ۱۶ جنوری ۸۹ء

اعوان قوم علوی ہے: یہاں ایک بات کی وضاحت ضروری ہے کہ حضرت شیخ الحدیثؒ کا فتویٰ کا اگر چہ بظاہر موضوع کے مطابق معلوم نہیں ہوتا' مگر درحقیقت یہ فتویٰ بھی موضوع کے ایک شاخ کے ساتھ متعلق ہے' حضرت العلامہ کے فتویٰ میں اعوان کو زکوٰۃ وصدقات دینے کا حکم بیان ہوا ہے اور تاریخی حقائق کے مطابق اعوان خاندان بنو ہاشم کی ایک شاخ ہے اسلئے کہ اس خاندان کا جداعلیٰ حضرت عون قطب حیدر شاہ علوی اعوان قادری ہے جس کا سلسلہ نسب محمد الاکبر سے ملتا ہے اور محمد الاکبر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے صاحبزادے ہیں' اور امیر المومنین حضرت علیؓ خاندان بنو ہاشم کے چشم چراغ ہیں' (ماخوذ از تاریخ علوی اعوان مولفہ محبت حسین اعوان) تو جب اعوان کو غربت اور افلاس کی صورت میں زکوٰۃ دینا جائز ہے تو مولاناؒ کا فتویٰ سادات کو بھی زکوٰۃ دینے کے جواز پر دال ہے۔ اور آپؒ کی رائے بھی اپنے استاذ حضرت شاہ صاحبؒ کی رائے کی طرح ہے۔

مفتی عتیق الرحمان عثمانی کا فتویٰ: سوال: کیا اس زمانے میں سیدوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: فقہ حنفی کی تمام کتابوں میں یہی لکھا ہے کہ سادات کو زکوٰۃ دینی درست نہیں یہی ظاہر الروایۃ ہے لیکن اس زمانے میں بیت المال نہ ہونے کی وجہ سے سادات کا وہ شرعی حصہ جو ان کیلئے مقرر تھا ان کو نہیں ملتا اور نہ بحالت موجودہ اس کا کوئی امکان ہے اس وجہ سے فقہ حنفی کے بہت بڑے امام علامہ ابو جعفر طحاویؒ نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ ایسی صورت میں سیدوں کو زکوٰۃ دینا درست ہے اور شوافع میں امام فخر الدین الرازیؒ بھی امام طحاویؒ کے ہم نوا ہیں' امام طحاویؒ کے فتویٰ کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ یا سیدوں کیلئے کوئی مخصوص بندوبست ہونا چاہیے تا کہ انکے مفلس اور نادار طبقہ کی ضرورتیں جو قرابت رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے گری ہوئی اعانت سے اسلئے محروم کیا گیا ہے کہ قوم ان کیلئے بہتر انتظام کرے جو اس سے پوری کی جائے ورنہ امام طحاویؒ کے فتویٰ پر عمل کیا جائے فقہ کا بنیادی اصول یہ ہے من لم یکن عالما باھل زمانه فھو جاھل یعنی جو اہل زمانہ کی حالت اور انکی ضرورتوں سے ناآشنا ہے وہ عالم نہیں ہے اس اصول کے ماتحت بھی ہمیں سیدوں کے نادار طبقہ کے حالات اور ان کی ضرورتوں کی طرف غور کرنا چاہیے عرف الشذی شرح ترمذی میں ہے' وفی عقد الجید' افتی الطحاوی من الحنفیة و فخر الدین الرازی من الشافعیة بجواز الزکوٰۃ للهاشمی فی ھذا الصورۃ (کفایت المفتی ۴؍۲۷۲)

حضرت العلامہ مولانا قاضی مجاہد الاسلامؒ قاسمی کا فتویٰ: محقق زمانہ مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا:

الجواب: موجودہ دور میں کسی ہاشمی کو جو فقیر ہو زکوٰۃ دینا میرے نزدیک جائز ہے اس بارے میں اصل مسلک تمام ہی علماء کا یہی ہے کہ زکوٰۃ ہاشمی کو نہیں دی جاسکتی ہے' لیکن اس ظاہر الروایۃ اور مشہور مسلک سے الگ ہو کر ایک قول امام

ابو یوسفؒ کا یہ منقول ہے کہ ہاشمی کی زکوٰۃ ہاشمی کو دی جا سکتی ہے۔ امام ابو حنیفہؒ سے ابو عصمةؒ کی روایت یہ ہے کہ امام صاحبؒ سادات کے لئے علی الاطلاق جواز زکوٰۃ کے قائل ہیں۔ خواہ زکوٰۃ ہاشمی کے مال کی ہو یا غیر ہاشمی کے مال کی امام صاحبؒ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ خمس الخمس جو اہل قرابت رسول ﷺ کے لئے تھا اب وہ انہیں نہیں ملتا' زکوٰۃ ان پر حرام قرار دی گئی لیکن اس کا بدل خمس الخمس مقرر کر دیا گیا تھا اب جب کہ وہ بدل ختم ہو گیا تو اصل یعنی زکوٰۃ اس کے لئے حلال ہو گی' امام طحاویؒ نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ شوافع میں امام اصطخریؒ اور بعض حنابلہ کی بھی یہی رائے ہے' متاخرین علماء ہند میں حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے بارے میں فیض الباری میں نقل کیا ہے کہ سادات کا مجبور ہو کر بھیک مانگنے کے مقابلے میں زکوٰۃ کھانا آسان تر ہے لہذا میں بھی یہی فتویٰ دیتا ہوں' کفایت المفتی میں مفتی عتیق الرحمان عثمانی کا فتویٰ جواز ہی کا نقل کیا گیا ہے' اگر چہ حضرت مفتی کفایت اللہ صاحبؒ کو اس سے اتفاق نہیں' بہر حال قول امام مختلف ہے' امام طحاویؒ اور بعض دیگر علماء نے اسی قول کو اختیار کیا ہے' اختلاف دلیل و براہین کا نہیں بلکہ بدلتے ہوئے حالات اور زمانہ کا ہے اس لئے اپنے دور کے حالات کے اعتبار سے اس روایت غیر مشہورہ پر فتویٰ دیا جا سکتا ہے' موجودہ حالات یہی ہیں' کہ خمس الخمس سادات کو ملنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ عطایا و ہدایا کے ذریعہ سادات کی خدمت کا جذبہ مفقود ہوتا جا رہا ہے۔ لہذا میں پوری طمانیت قلب کے ساتھ یہ رائے رکھتا ہوں اور فتویٰ دیتا ہوں کہ ضرورت مند سادات کو زکوٰۃ شرعاً دی جا سکتی ہے۔ (بحوالہ بحث و نظر ص ۱۰۰ ۔ ۱۹۹۰ء پٹنہ بھارت)

نجم المدارس کا فتویٰ چونکہ کئی سالوں سے میرا قلبی رجحان اس مسئلہ پر تحقیق کا تھا جس کے لئے بعض اکابر علماء کرام کا نقطہ نظر معلوم کرنے کے لئے رابطہ کرنا پڑا' اس سلسلہ میں راقم نے مخدومنا المکرم جناب مولانا مفتی قاضی عبدالحلیم صاحب دامت برکاتہم صاحب سے فی زمانناسادات کو زکوٰۃ اور صدقات واجبہ دینے کے بارے میں فقیہ العصر حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب کلاچی مدظلہ العالیٰ کی رائے گرامی فون پر دریافت کی تو آنجناب نے ایک مراسلہ میں یہ کلمات تحریر فرمائے' سادات کی زکوٰۃ سے متعلق فوری جواب دینا مناسب سمجھتا ہوں' کافی زمانہ گزر گیا کہ ایک دفعہ نجم المدارس کے ایک روئیداد میں حضرت والد صاحب مدظلہ (قاضی عبدالکریم صاحب) نے غالباً نجم الرسائل لھدایۃ السائل کے نام ایک مضمون نجم المدارس کے دارالافتاء سے کوئی تیس' پینتیس مسائل شائع فرمائے تھے' ان میں سادات کی زکوٰۃ سے متعلق بھی اپنا فتویٰ شائع کیا تھا کہ موجودہ وقت میں بنو ہاشم کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے' حضرت مفتی محمود صاحبؒ حیات تھے انہوں نے حضرت والد صاحب سے فرمایا کہ قاضی صاحب مجھے آپ سے خاص اتفاق نہیں۔ لیکن حضرت والد صاحب کو مفتی صاحب کے اختلاف کے بعد میں بھی مسئلہ میں کوئی تردد نہیں ہوا' میں نے ان کو (قاضی صاحب کو) آپ کے فون کے بارے میں ذکر کیا تو فیض الباری کا حوالہ آپ کو لکھ کر بھیجنے کا ارشاد فرمایا' چنانچہ فیض الباری ۳ر۵۲ کا حوالہ ملاحظہ فرمادیں۔ عبارت ذیل کے بعد احقر کے خیال میں کوئی خلجان نہیں رہنا چاہیے' ونقل الطحاوی

عن امالی ابی یوسف انه جاز دفع الزکوٰة الی آل النبی ﷺ عن فقدان الخمس فان فی الخمس حقهم فاذالم یوجد صح صرافها الیهم وفی البحر عن محمد بن شجاع الثلجی عن ابی حنیفة ایضاً جوازه وفی عقد الجید ان الرازی ایضاً افتی بجوازة قلت واخذ الزکوٰة عندی اسهل من السوال فافتی به ایضاً حضرت والد ماجد قاضی عبدالکریم صاحب مدظلہ نے خصوصیت سے فافتی به ایضاً کو خط کشیدہ کیا اور عام طور پر حضرت والد کو علامہ انورشاہ صاحب کشمیریؒ کی تحقیق سے شرح صدر ہوا کرتا ہے۔

والسلام عبدالحلیم ۔ ۸ شعبان المعظم ۱۴۲۴ھ

مفتی اعظم مفتی محمد فرید صاحب کی رائے گرامی: ایشیاء کی عظیم اسلامی یونیورسٹی جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے سابق شیخ الحدیث اور رئیس دارالافتاء اس بارے میں فرماتے ہیں' قلت لو اضطروا الی السوال لکان ذل اخذ الزکاة اهون من ذل السوال علی ان الاوساخ لیست بانجاس فلو افتی المفتی بنادر الروایة عند الضرورة لم یکن بعیداً عن الاصول (منهاج السنن ۱۶۹/۲)

میں کہتا ہوں کہ اگر سادات سوال کرنے پر مجبور ہو جائیں تو سوال کی ذلت سے زکوٰۃ لینے کی ذلت آسان ہے اس لئے کہ اوساخ الناس نجس نہیں ہیں' اگر مفتی ضرورت کے تحت نادر الروایۃ پر فتویٰ دے تو یہ اصول سے بعید نہیں

حضرت مفتی صاحب مدظلہ کا فتویٰ: اور ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں۔ استفتاء نمبر ۱۰۸۶۰

السوال: (۱) سادات کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟ (۲) سادات کی زکوٰۃ سادات کیلئے لینا کیسا ہے؟

(۳) سادات کیلئے فدیہ اسقاط' صدقۃ الفطر اور جلود الاضحیۃ کا روپیہ لینا کیسا ہے؟

بینوا توجروا ......سائل فیض اللہ بندروڈ کوئٹہ

الجواب: محترم مولوی فیض اللہ صاحب۔ اتاه الله فی الدارین حسنة

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ: امابعد واضح رہے کہ ظاہر الروایۃ کی بناء پر سادات کو زکوٰۃ دینا ممنوع ہے البتہ اس زمانہ میں جبکہ نہ ان کو ہدایا دے جاتے ہیں' اور نہ ان کو خمس الخمس دیا جاتا ہے تو بجائے اس کے کہ ان کو ذلت سوال میں مبتلا کیا جائے یہ اھون ہے کہ ابوعصمۃ کی روایت پر عمل کیا جائے کما فی رد المحتار ۹۱/۱ وروی ابو عصمة عن الامام انه یجوز الدفع الی بنی هاشم فی زمانه الخ قلت وکونها من (مزیل) اوساخ الناس یقتض الخباثة کالماء المستعمل دون الحرمة فافهم پس جب زکوٰۃ کا صرف ان پر جائز ہوا تو دیگر واجبات کا صرف بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔ ۱۳ شوال ۱۳۹۷ھ

حضرت مفتی صاحب کا دوسرا فتویٰ: اور ایک دوسرے استفتاء کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔

سوال: سادات کو زکوٰۃ دینے کا کیا حکم ہے؟ المستفتی (مولانا) رحیم اللہ باچا اضاخیل پبی نوشہرہ

الجواب: سادات کو ہدایہ دیئے جائیں گے نہ کہ زکوٰۃ وعشر' البتہ موجودہ دور میں اگر زکوٰۃ وعشر دیئے جائیں تو لینا اور دینا قابل اعتراض نہیں ہے۔ (۲۳ ذیقعدہ ۱۴۰۱ھ)

مولانا سیف اللہ رحمانی مدظلہ کی رائے گرامی: ہر چند کہ اس دلیل پر کافی کلام کی گنجائش ہے اور بنیادی اہمیت اس امر کی ہے کہ خمس کا عوض اور اس کی حیثیت محض حکمت ومصلحت کی ہے' جس کو فقہاء احکام کا مدار نہیں بناتے یا علت کی ہے جس پر حکم کا مدار ہوا کرتا ہے؟ تاہم فی زمانہ سادات کے لئے زکوٰۃ کا دروازہ کھول کر ہی مقصد شریعت' کہ سادات کو ذلت سے بچایا جائے۔ کی تکمیل کی جاسکتی ہے' کیونکہ اب سادات کی اعانت کا جذبہ مفقود ہے اور اسلامی یا غیر اسلامی حکومت میں ان کی مدد کے لئے کوئی خاص مد موجود نہیں ہے اب ان کو زکوٰۃ سے محروم کر کے ایک طرف زکوٰۃ کی ذلت سے بچایا جارہا ہے' لیکن دوسری طرف اس سے بڑی ذلت وہ مجبور ہیں کہ دوسروں کے سامنے سوال کا ہاتھ دراز کریں اور دینی مدارس میں تعلیم کا دروازہ انکے لئے بند کر دیا جائے اور ہمیشہ علم سے محروم اور پست رہنے پر مجبور کر دیا جائے' پس اب سادات کے لئے زکوٰۃ کی اجازت ایک ضرورت بن گئی ہے اور ضرورت کی بناء پر قول ضعیف پر بھی فتوی دیا جاسکتا ہے۔ (جدید فقہی مسائل ۲/۶۱'۶۲)........ اور آگے لکھتے ہیں کہ پس حاصل یہ ہے کہ موجودہ حالات میں سادات کو زکوٰۃ کی رقم دی جاسکتی ہے جیسا کہ امام ابوحنیفہؒ قاضی ابویوسفؒ امام طحاویؒ علامہ ابہریؒ مالکیؒ علامہ اصطخری شافعیؒ 'امام رازیؒ' علامہ ابن تیمیہؒ اور ایک قول کے مطابق امام مالکؒ اور اکابر علماء ہند میں علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی رائے ہے۔(جدید فقہی مسائل ۲/۶۲)

شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کا رجحان: زمانہ حال کے محقق' شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ جو مسائل شرعیہ پر گہری نظر رکھتے ہیں اور زمانے کے نشیب وفراز کو دیکھ کر مسائل کا حل بیان فرماتے ہیں' کے انداز بیان سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ بھی زمانہ حال میں حاجات اور ضروریات کے تحت امام ابوحنیفہؒ کے قول ثانی کی ترجیح کی طرف رجحان رکھتے ہیں' فرماتے ہیں امام طحاویؒ کے نزدیک ہاشمی عامل کی اجرت زکوٰۃ میں سے دی جاسکتی ہے۔ بلکہ ابوعصمہؒ نے تو امام ابوحنیفہؒ سے ایک روایت اس کی نقل کی ہے کہ بیت المال کا خمس ختم ہونے کے بعد بنو ہاشم کے لئے زکوٰۃ لینا جائز ہے' امام طحاویؒ نے بھی عن محمد عن ابی یوسف کے طریق سے ایک روایت ہی نقل کی ہے' بعض شافعیہ اور بعض مالکیہ کا بھی یہی قول ہے' امام طحاویؒ نے بھی امام ابی یوسف سے یہی قول نقل کر کے اسی کو اختیار کیا ہے' شافعیہ میں سے امام فخر الدین الرازیؒ نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے' اس لئے ہمارے زمانے کے فقہاء کو اس پر غور کرنا چاہیے کہ کیا اس دور میں بنو ہاشم میں فقر کی کثرت کو دیکھتے ہوئے امام ابوحنیفہؒ کی مذکورہ بالا روایت پر فتویٰ دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ (درس ترمذی ۲/۴۸۰)

دکتور محمد عبدہ یمانی کی رائے گرامی: مشہور و معروف عرب محقق ڈاکٹر محمد عبدہ صاحب اپنی کتاب علموا اولادکم محبة ال بیت البنی ﷺ میں لکھا ہے کہ ومحل حرمة الفرض (الزکوۃ) ان أعطوا من الفئی مایستحقونه والاجاز ان اضر الفقر بهم وان لم یصلوا الی حل المیة (علموا اولادکم محبة البیت النبی ص ۳۵) کہ بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینے کی حرمت اسلئے کہ انکو مال فئی سے خمس ملتا ہے جو ان کا حق ہے' اور اگر وہ نہ ملتا ہو اور فقر ان کیلئے ضرر رساں ہوں تو ان کو زکوٰۃ لینا جائز ہے اگر چہ وہ مردار کھانے کی حلت تک نہ پہنچے ہوں۔

علامہ وھبہ زحیلی مدظلہ کی رائے اور ترجیح: الفقہ الاسلامی وادلتہ کے مصنف اور محقق زمانہ ڈاکٹر وھبہ زحیلی بھی امام صاحبؒ کے قول ثانی کو زمانہ کے حالات اور تقاضوں کی وجہ سے راجح سمجھتے ہیں۔ هذا وقد نقل عن ابی حنیفة وعن المالکیة و بعض الشافعیة: جواز اعطاء الهاشمین من الزکاة اذا حرموا من بیت المال سهم ذوی القربی منعاً لتضییهم ولجاجتهم واعطاءهم کما قال الدسوقی المالکی 'حینئذ افضل من اعطاء غیرهم (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۸۸۴/۲)

امام ابوحنیفہؒ مالکیہ اور بعض شوافع سے ہاشمین کو اسوقت زکوٰۃ دینا جائز ہے' جب ان کو بیت المال سے ان کے حصہ ذوی القربی سے محروم رکھا جائے تا کہ یہ لوگ ضائع ہونے اور احتیاج سے بچ جائیں۔ اور ان کو زکوٰۃ دینا افضل ہے جیسا کہ علامہ دسوقی مالکیؒ فرماتے ہیں کہ پھر اس ضرورت کے تحت ان کو زکوٰۃ دینا دوسرے کی بہ نسبت افضل ہے۔

علامہ ڈاکٹر یوسف قرضاوی مدظلہ کی رائے گرامی: دور حاضر کے محقق اور مدقق عالم دین فقیہ العصر دکتور محمد یوسف قرضاوی مدظلہ اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں' والذی اراه ان القول باعطاء الزکوة لأقاب المصطفی فی زماننا أرجح وأقوی لحرمانهم من خمس الغنائم والفئی الذی کان یعطی منه لذوی القربی فی عهد النبی ﷺ تعویضاً من الله لهم عما حرم علیهم من الصدقة (فقہ الزکوٰۃ ۷۴۲/۲) ...... جو کچھ میں سمجھتا ہوں وہ یہ کہ ہمارے زمانے میں آنحضرت ﷺ کے رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا زیادہ راجح اور قوی ہے اس لئے وہ غنائم اور مال فئی کے خمس سے جو ان کو آنحضرت ﷺ کے زمانے میں اس صدقہ کے عوض دیا جاتا تھا سے محروم ہو چکے ہیں۔

علامہ محمد حنیف گنگوہی کی ترجیح: مولانا محمد حنیف گنگوہیؒ ہدایہ کی شرح غایۃ السعایۃ میں جس اہتمام کیساتھ جواز کی رائے کو ذکر کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بھی اسی رائے کو راجح سمجھتے ہیں' چنانچہ مولانا کی عبارت ملاحظہ ہو۔

(تنبیہ) امام ابوحنیفہؒ سے ابوعصمہؒ کی روایت یہ ہے کہ ہاشمی کو زکوٰۃ دینا جائز ہے' ابھری مالکیؒ نے اسی کو اختیار کیا ہے کیونکہ عہد نبوی ﷺ میں ان کیلئے اخذ زکوٰۃ کی عدم حلت اسلئے تھی کہ اس کا عوض یعنی خمس الخمس ان کو دیا جاتا تھا' جب حضور ﷺ کی وفات کے بعد یہ ساقط ہو گیا تو ان کیلئے صدقہ حلال ہو گیا' شرح آثار میں اور جوامع الفقہ میں بھی ایسا ہی

ہے امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ سے یہ روایت مشہور نہیں ہے لیکن ہم اسی کو لیتے ہیں (غایۃ السعایۃ ۱۸۹/۵)

شیخ الحدیث، مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب اور شیخ الحدیث مولانا حسن جان صاحب کا فتویٰ:

یہ دونوں اکابرین حدیث وفقہ اور حالات حاضرہ پر گہری نظر رکھتے ہیں، مدرسہ تعلیم القرآن اشاعت التوحید والسنۃ درہ آدم خیل ضلع کوہاٹ کے ایک استفتاء کے جواب میں فرماتے ہیں:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ بعد سلام مسنونہ عرض ہے کہ جناب ایک مسئلہ کیلئے آپ حضرات کی طرف سے مشورہ اور شرعی رائے درکار ہے

سوال: بنو ہاشم یعنی سادات کو زکوٰۃ دینے کا کیا حکم ہے کیونکہ ہماری کتابوں اور فتاوؤں نے لکھا ہے کہ بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہمارے ہاں سادات رہتے ہیں جو نہایت غریب ہیں اور اکثر لوگ زکوٰۃ دیتے نہیں۔ اگر ایک دو دیتے ہیں تو وہ بھی سادات کو نہیں دیتے۔ اور مزید نفلی صدقات وغیرہ بھی نہیں دیتے کیونکہ پچھلے دنوں ہم نے خود دیکھا کہ ایک زمیندار کے پاس آلو کی فصل کی کچھ زکوٰۃ تھی، ان کے پاس زکوٰۃ کی وصولی کے لئے کچھ چھوٹے بچے آئے تو زمیندار نے زکوٰۃ دی پھر بعد میں جب سادات کے بچے آئے تو زمیندار نے واپس کر دیئے اور کہا کہ سادات پر زکوٰۃ نہیں ہوتی۔ حالانکہ بعض بنو ہاشم تو بالکل اضطراری حالت کو پہنچے ہوتے ہیں۔ حکومت کی طرف سے بھی کوئی انتظام نہیں ہے۔ لوگ بھی کوئی توجہ نہیں دیتے تو آیا یہ معزز بنو ہاشم اولاد رسول ﷺ سوال کرتے رہیں گے، یا علماء کے مشورے سے اس مسئلے کا اگر کوئی آسان پہلو ہو تو مہربانی کر کے جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی (مولانا) سید امیر حسین باچا

الجواب: قول وباللہ التوفیق: جمہور علما کے ہاں سادات (بنو ہاشم) کو زکوٰۃ جائز نہیں، مگر سوال میں اضطراری حالت کا تذکرہ ہے تو ایسے حال میں ان کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ شیخ المحدثین حضرت علامہ مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ کے نقطہ نظر میں زکوٰۃ کا لینا دستِ سوال دراز کرنے سے بہتر ہے...... فی زمانہ بنو ہاشم کے لئے زکوٰۃ لینا جائز ہے۔ فیصل الباری ۵۲/۳ امام مالک سے بھی یہی مروی ہے، تفسیر تحریمی ۹۱/۸، حافظ ابن حجر عسقلانی نے بھی بعض شوافع کے نزدیک ایسے حالات میں بنو ہاشم کے لئے زکوٰۃ لینی جائز ہے۔ وھو وجہ بعض الشافعیۃ (فتح الباری ۱۲۲/۴۔ کتاب الزکوٰۃ فی شرح حدیث ۱۶۹۱) المکتبہ التاریخ، مکۃ المکرمۃ۔ .... (جاری ہے)

خوشخبری

متکلم عصر علامہ عبدالحلیم صاحب صدر المدرسین دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی سوانح حیات پر مشتمل کتاب حیات صدر المدرسین مولفہ مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی کا دوسرا ایڈیشن انتہائی خوبصورت اور دیدہ زیب انداز میں شائع ہوا ہے۔ صفحات ۵۲۸۔ قیمت ۲۰۰ روپے۔ موتمر المصنفین دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے دستیاب ہے